



دلِ داغ دار

رابعہ ذوالفقار وٹو

دلِ داغ دار

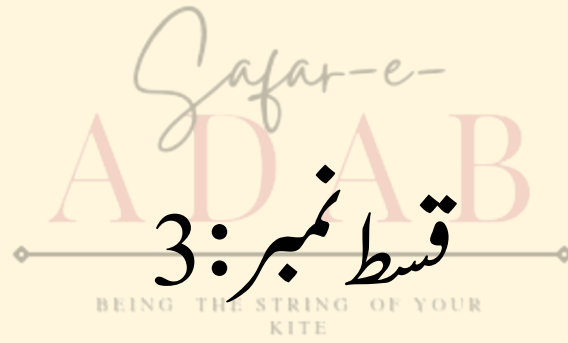


رابعہ ذوالفقار وٹو

ضروری بات

دلِ داغ دار کے تمام جملہ حقوق لکھاری "رابعہ ذوالفقار وٹو" کے نام محفوظ ہیں۔ کہانی کا کوئی بھی حصہ کسی بھی صورت میں کسی دوسرے پلیٹفارم یا سوشل میڈیا پر پوسٹ کرنے سے پہلے لکھاری کی اجازت درکار ہوگی۔ بغیر اجازت کہانی کا استعمال کرنے والوں پر سخت کاروائی کی جاسکتی ہے۔ اس کہانی اور اس میں موجود کردار محض تصوراتی ہیں۔ کسی بھی حقیقی کہانی یا انسان سے ان کا کوئی واسطہ نہیں ہے۔ کسی بھی طرح کی مشابہت کو اتفاق سمجھا جائے۔





a جب خزاں آئے تو پتے نہ ثمر بچتا ہے
خالی جھولی لیے ویران شجر بچتا ہے
نکتہ چیں! شوق سے دن دات میرے عیب نکال
کیوں کہ جب عیب نکل جائیں، تو پھر ہنر بچتا ہے
سارے ڈر بس اسی ڈر سے ہیں کہ کھو جائے نایار
یار کھو جائے تو پھر کون سا ڈر بچتا ہے
روز پتھر او بہت کرتے ہیں دنیا والے
روز مر مر کر میرا خواب نگر بچتا ہے
غم وہ رستہ ہے کہ شب بھر اسے طے کر کے
صبح دیکھو تو اتنا ہی سفر بچتا ہے
بس یہی سوچ کر آیا ہوں تیری چوکھٹ پر
در بدر ہونے کے بعد بس ایک یہی در بچتا ہے

BEING THE STRING OF YOUR
KITE

اگلے دن وہ دونوں کلاس کے بعد کینیٹین جانے کے بجائے لائبریری میں آگئے تھے۔ اور اب وہ ایک میز کے گرد
کرسیوں پر بیٹھے اپنی اسائمنٹ ڈسکس کر رہے تھے۔
"کل میم نے بتایا تھا کہ۔۔۔" رومان اس سے کچھ کہہ رہا تھا جب کسی نے پیچھے سے اس کا کندھا تھپکا۔ وہ چونک کر پیچھے
مڑا اور پیچھے کھڑی شخصیت کو دیکھ کر اس کے تو ہاتھوں کے طوطا ہی اڑ گئے۔ پیچھے ایک نوجوان پینٹ شرٹ میں ملبوس
سینے پے ہاتھ باندھے اُسے ہی دیکھ رہا تھا۔
"ذرا باہر چلو۔" اس نے دھیمی آواز میں رومان کو اپنی گرے آنکھوں سے اشارہ کر کے کہا۔ وہ پینٹ شرٹ کے اوپر
لیڈر کی جیکٹ پہنے ہوا تھا جس کے سامنے والے سارے بٹنز کھلے ہوئے تھے، اور نیچے سے اس کی سفید شرٹ نظر آ
رہی تھی۔ اس کی گردن میں ایک چین تھی جس میں ایک بلیڈ کا پینڈٹ موجود تھا جو اس کی شرٹ پر نظر آ رہا تھا۔

جیکٹ کی آستینیں ذرا پیچھے چڑھی ہوئی تھیں۔ اس کے ماتھے پر اور نچ کلر کا بینڈ بندھا تھا اور اس کی دائیں کلائی میں مختلف قسم کے تین بریسلٹز موجود تھے۔ جن میں ایک بھورے رنگ کا لیڈر کا بریسلٹ تھا، دوسرا ایک سیاہ رنگ کا رسیوں کی طرح لپٹا ہوا تھا اور تیسرا سرخ اور سیاہ موتیوں کی مالا کی طرح کا تھا۔ ایک بار تو رومان کو لگا کہ آج اس کی خیر نہیں۔

"آ۔۔۔" وہ کچھ کہنے لگا اور پھر لینا کی طرف دیکھا۔ وہ ان کی طرف متوجہ نہیں تھی۔ "میں ابھی آتا ہوں۔" اس نے لینا سے کہا۔

"اوکے۔" لینا نے سر ہلایا اور رومان نے پھر اس لڑکے کی طرف دیکھا۔ رومان کے چہرے پر گھبراہٹ اور اس لڑکے کے چہرے پر غصہ تھا۔

رومان وہاں سے اٹھا اور باہر کی طرف بڑھا، اس کے پیچھے وہ لڑکا بھی باہر آیا۔ ابھی رومان راہداری سے مڑنے ہی لگا تھا کہ پیچھے آتے لڑکے نے اُسے گردن سے دبوچ لیا۔ "سالے۔۔۔" وہ اسے دیوار کے ساتھ لگا کر اس کے سامنے کھڑا ہو گیا۔

"کینے انسان تیری ہمت کیسے ہوئی۔" اس نے رومان کے منہ پر ایک مکا جڑا۔ "آہ۔۔۔" رومان نیچے منہ کر کے کراہا۔ آتے جاتے کچھ طلبہ نے انھیں دیکھا اور پھر آگے بڑھ گئے۔ "بول کیسے ہمت ہوئی تمہاری مجھے اگنور کرنے کی۔" اس نے اسے پھر گردن سے دبوچ لیا۔ "آ۔۔۔" علی چھوڑ تو یا۔۔۔ درد ہو رہا ہے۔" اس نے مزاحمت کی۔

"نہیں ٹوٹتی تمہاری گردن۔۔۔ مجھے پہلے بتاؤ، کل سے میری کال کیوں نہیں اٹینڈ کر رہے تھے؟" اس نے غصے سے کہا۔ "یار سوری۔۔۔ میں نے تمہیں کال کرنی تھی، یاد ہی نہیں رہا۔" اس نے شرمندہ ہوتے کہا۔ "تمہیں مجھے کال کرنی یاد ہی نہیں رہا۔۔۔ ہاں۔"

"تو یا تم کراچی گئے تھے نا تو۔۔۔" وہ کہہ رہا تھا جب علی اس کی بات کاٹی۔ "کراچی ہی گیا تھا نا، قبرستان تو نہیں جا بسا تھا کہ تم نے پیچھے سے کوئی خیر خیریت ہی نہیں لی۔" اس نے غصے سے کہہ کر اس کی گردن چھوڑی۔

"تو یار تم کتنے عرصے بعد اپنے ماموں کے پاس گئے تھے۔ اچھا لگتا میں تمہیں بار بار فون کر کے تنگ کرتا۔" اس نے اپنی گردن مسلتے کہا۔

"بکو نہیں، آئے بڑے تم۔۔۔ اچھے سے پتا تھا کہ نانوں کو لینے گیا تھا، یہ تو ماموں نے مجھے روک لیا ورنہ میں نے کب کا آ جانا تھا۔"

"اچھا سوری نا۔۔۔" اس نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھنا چاہا جسے علی نے فوراً جھٹک دیا۔
"پہلے یہ بتاؤ۔۔۔ میری غیر موجودگی میں کسی سے دوستی تو نہیں کی؟" وہ جانتا تھا کہ علی یہ سوال ضرور کرے گا کیوں کہ وہ دونوں جب بھی کہیں جاتے تو واپس ملتے وقت یہ ضرور پوچھتے کہ "کسی اور سے دوستی تو نہیں کی؟" پہلے ان دونوں میں سے کبھی کسی نے کسی اور سے دوستی نہیں کی تھی۔ مگر اس بار رومان کرچکا تھا۔
"آ۔۔۔ علی وہ۔۔۔" اس نے کچھ کہنا چاہا۔

"دیکھو رومان عرف رومی، تم نے "نہیں" کے علاوہ کوئی اور جواب دیا تو پھر قسم سے میں نے تمہارا گلا دبا دینا ہے۔ جانتے ہونا پھر مجھے۔" اس نے اس کی بات کاٹ کر کہ۔

"علی۔۔۔ وہ دراصل۔۔۔"
BEING THE STRING OF YOUR KITE
"کوئی بکو اس کر بھی لے اب۔" وہ چڑا۔

"ہاں۔۔۔" اس نے آہستہ سے ہاں میں سر ہلایا۔

"کیا؟" اور علی اتنی زور سے چیخا کہ رومان کو اپنے کانوں پر ہاتھ رکھنے پڑے۔

"ایک دفعہ پھر کہنا، شاید میں نے سہی سنا نہیں۔"

"تم نے بالکل سہی سنا ہے علی فاروق۔ وہ تمہاری غیر موجودگی میں ہی آئی تھی۔ ایک ہفتہ پہلے۔" اس نے اسے بتا دیا۔

"کیا؟ آئی تھی؟ یعنی تم نے کسی لڑکی سے دوستی کی ہے؟" وہ بے یقین ہوا۔ "وہی جس کے ساتھ تم وہاں بیٹھے تھے؟" اس کا اشارہ لاہور میں اُس کے ساتھ بیٹھی لڑکی (لینا) کی طرف تھا۔

"ہوں۔۔۔"

"یا خدا۔۔۔ میں تولٹ گیا، برباد ہو گیا۔ ایک ہی تو دوست تھا میرا۔" اس نے بھرپور ایکٹینگ کی۔

"تھا کیا مطلب؟ اب بھی ہوں میں تمہارا دوست علی۔"

"نام مت لو میرا اپنی گندی زبان سے، خبیث انسان۔ مجھے یہ بتاؤ۔۔۔ میں نے کبھی تمہارے علاوہ کسی سے دوستی کی ہے؟" وہ پھنکارا تھا۔

"یار۔۔۔ تم بات سمجھ نہیں رہے۔" وہ اب اپنے بچپن کے دوست کو کیسے سمجھاتا کہ دوستی تو کبھی اس نے بھی اس کے سوا کسی سے نہیں کی تھی۔ مگر اس بار معاملہ ذرا اور نوعیت کا تھا۔

"تو سمجھاؤ نا مجھے، ایسی کون سی نوبت آگئی کہ تمہیں دوستیاں کرنی پڑ گئیں۔" اس نے اب کمر پر ہاتھ رکھ کر لڑا کا عورتوں والے انداز میں کہا۔

"اچھا بتاتا ہوں، آؤ تو سہی، بیٹھ کر بات کرتے ہیں۔ چلو کینٹین پر چلتے ہیں۔" اور پھر وہ اسے تھوڑی دیر میں لے کر کینٹین میں آگیا۔

"ہوں۔۔۔ تو یعنی تم اُسے اس ایک ہفتے میں پسند کرنے لگے ہو؟" اس نے اسے اپنی پر سوچ بھوری نظروں سے دیکھتے کہا۔

"یہ میں نے کب کہا۔" وہ جھینپ گیا۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"ابھی تو تم نے کہا تھا کہ وہ تمہیں اچھی لگتی ہے۔"

"اچھی ہی لگتی ہے، یہ تو نہیں کہا کہ میں اسے پسند کرتا ہوں۔"

"کر لو بات۔۔۔ مجھے یہ بتاؤ، اچھا لگنے اور پسند کرنے میں کیا فرق ہے؟ بس انیس بیس کا فرق ہو گا۔" اس نے ہاتھ جھلایا

اور پھر کہا۔ "خیر۔۔۔ اب تم اس سے اپنی دوستی برقرار رکھنا چاہتے ہو؟"

"ظاہر میں، میں کون سا اس کے ساتھ ٹائم پاس کر رہا تھا۔" وہ خفگی سے بولا۔

"اچھا اچھا، مگر دیکھو۔۔۔ اگر دوستی رکھنی ہے تو میری کچھ شرائط ماننی ہو گی۔"

"یہ تمہاری "شرائط" والی گندی عادت نہیں جائے گی۔" رومان نے دانت پیس کر کہا۔ کیوں کہ ایسا کوئی کام نہیں تھا جس میں علی "شرط" نہ رکھتا ہو۔

"دیکھو اگر نہ مانی نا، تو میں تمہیں اس کے آپس پاس بھی بھٹکنے نہیں دوں گا۔ یاد رکھنا۔" اس نے اسے دھمکایا۔ "بتاؤ منظور ہیں یا نہیں۔۔۔"

"منظور ہی ہیں۔۔۔" وہ جل کر بولا۔

"گڈ۔۔۔ پہلی شرط تو یہ کہ تم اس کی موجودگی میں مجھے ہر گز اگنور نہیں کرو گے ورنہ میں تمہارا ایسا قیمہ بناؤں گا کہ یاد رکھو گے۔"

"اف اللہ۔۔۔" وہ سر پکڑ کر بیٹھ گیا۔

"دوسری شرط سنو اب۔۔۔" وہ اسے متوجہ کرتا ہے۔ "تم اس کے سامنے میرا اچھا سا تعارف کرواؤ گے۔۔۔ اب اگلی شرط۔۔۔"

"یہ کیا تم نے "شرطوں" میں پی۔ ایچ۔ ڈی کر رکھی ہے۔ ختم ہونے کا نام ہی نہیں لیتیں۔" وہ جھنجھلا کر بولا۔
"شٹ اپ۔۔۔ تمہیں پتا نہیں کسی کی بات نہیں کاٹتے۔ نوٹ سینس۔" اس نے اسے جھاڑا۔ اور رومان نے اسے کھا جانے والی نظروں سے گھورا۔

"اگلی شرط یہ ہے کہ ابھی باہر سے مجھے اچھا سا لچ کرواؤ، باقی شرطیں بعد میں۔" اس نے اپنی کرسی سے اٹھتے کہا۔
"کیوں ماموں کے گھر سے کھانے کو کچھ نہیں ملا۔" اس نے اسے گھورا۔

"ملا تھا، اور الحمد للہ میں کھا کر بھی آیا ہوں اب پھر بھوک لگی ہے۔ جلدی اٹھو۔" اس نے اسے اٹھنے کا اشارہ کیا تو رومان گہرا سانس لے کر اٹھ کھڑا ہوا۔

سارا دن رومان کے ساتھ گھومنے کے بعد وہ شام کو گھر آیا تھا۔ اور اب وہ نیچے رات کا کھانا کھانے کے لیے اپنے کمرے سے نکلا۔

"ہیلو پر بیٹی نانو۔" اس نے ڈائمنگ روم میں داخل ہو کر سربراہی کرسی پر بیٹھی اپنی نانی سے اپنے ہمیشہ والے ہشاش بشاش لہجے میں کہا۔

"کتنی دفعہ کہا ہے کہ ہیلو شیلو مت کہا کرو۔ سلام کیا کرو۔" انہوں نے اسے ہلکا سا ڈپٹا۔

"اوکے۔" وہ اپنی کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا اور پھر میز پر پڑی کھانے کی چیزوں کو دیکھا۔ پھر اس نے ہاتھ رگڑتے پلاؤ کی ڈیش اٹھائی اور اپنی پلیٹ میں چاول نکالنے لگا۔

"ہوں ہوں ہوں۔۔۔" ساتھ میں وہ منہ میں ہلکا ہلکا گنگنا بھی رہا تھا۔

اچانک اسے محسوس ہوا کہ نانو اسے دیکھ رہی ہیں تو اس نے ان کی طرف دیکھا وہ اسے ہی غصے سے دیکھ رہی تھیں۔ اور علی کو فوراً اپنی حرکت کا احساس ہوا۔ اس نے نانوں سے پہلے کھانا شروع کر لیا تھا۔۔۔

"او، سوری۔" اس نے فوراً ابلے چاولوں والی ڈیش اٹھائی اور نانوں کی پلیٹ میں ڈالنے لگا کیوں کہ ڈاکٹر نے انہیں پرہیزی کھانے کھانے کو کہا تھا۔

ان کی پلیٹ میں چاول ڈالنے کے بعد وہ خود بھی کھانا کھانے لگا۔

"علی۔۔ میں نے اور تمہارے ماموں نے اب تمہاری شادی کا سوچا ہے۔" نانوں نے کھانے کے دوران کہا تو وہ چونک کر ان کی طرف دیکھتا ہے۔

"واہ نانوں، میری دل کی بات کہہ دی۔" وہ خوش ہو کر بولا اور پھر نانوں کے گھورنے پر وہ فوراً سیدھا ہوا۔ "آئی مین، اپنے دل کی بات کہہ دی۔"

"وہ نور ہے نا۔۔۔ اس نے مجھے اپنی ایک دوست سے ملوایا تھا وہاں۔ بہت پیاری ہے ماشاء اللہ۔" علی نے ہاتھ روک کر حیرانی سے انہیں دیکھا۔

"صرف ایک۔۔۔؟"

"علی میں سنجیدہ ہوں۔" انہوں نے اسے ٹوکا۔

"تو میں کون سا مزاق کر رہا ہوں، مطلب کہ آپ اپنے اتنے خوب صورت، ہونہار اور ذہین نواسے کے لیے صرف ایک لڑکی ڈھونڈھیں گی۔" وہ کھانا چھوڑ کر مکمل طور پر ان کی طرف متوجہ ہو گیا تھا۔ انداز سنجیدہ تھا مگر آنکھوں سے غیر سنجیدگی چھلک رہی تھی۔

"علی۔۔۔"

"یہ میں کل نورین آپ کی کو ذرا فون کرتا ہوں۔ جب بھی آپ جاتی ہیں کسی نہ کسی کو آپ کو دیکھا ہی دیتی ہیں۔ خود تو انھوں نے جاوید بھائی کو اتنے سالوں سے مٹھی میں کر رکھا ہے، اب ان سے میری آزادی برداشت نہیں ہو رہی۔ وہ بھی اب میرے پاؤں میں بیڑیاں ڈالنے کو سب سے آگے ہیں۔ پر میں بتا رہا ہوں، علی کو کسی کھونٹی سے باندھنا اتنا آسان نہیں۔" وہ نون سٹاپ بولی جا رہا تھا۔

"چپ کر بتمیز، ماموں زاد ہے تیری، بڑی ہے تجھ سے۔" انہوں نے اس کے ہاتھ پر چت لگا کر اسے خاموش کروایا۔ "ہاں تو سہی تو کہہ رہا ہوں۔" اس نے اپنے ہاتھ کی پشت مسلی۔

"کبھی تو سنجیدہ ہو جایا کرو علی، یہ تمھاری ہنسی مزاق کرنے کی عمر ہے؟"

"بلکل سہی کہہ رہی ہیں آپ۔۔۔ یہ تو میرے کھیلنے کو دن کی عمر ہے، اور آپ میری شادی کروانے پر تلی ہیں۔" وہ اپنی نشست سے اٹھا۔

"وہ تو میں کروا کر رہوں گی۔" انہوں نے اسے گھورا۔

"مگر مجھے نہیں کروانی، اگر زیادہ شوق ہے تو ماموں کی دوسری شادی کروادیں ورنہ نہیں تو۔۔۔" وہ دو قدم پیچھے ہٹا۔

"اپنی ہی کروالیں۔" وہ کہہ کر فوراً بھاگا تھا۔

"ارے بے غیرت۔۔۔ شرم تو نہیں آرہی نانی سے ایسی بات کرتے ہوئے۔" وہ فوراً غصے سے بولیں۔

"ویسے سوچ لیں ممتاز بیگم، آئیڈیا برا نہیں ہے۔ اوپر نانا بھی بیٹھے جیسے ہو گے۔" اس نے دروازے کی اوٹ سے جھانک کر شرارت سے کہا۔

"ٹھہر تو ذرا۔۔۔" اس سے پہلے کہ اسے نانو کی فلائنگ چپل ریسو ہوئی، اس نے اپنے کمرے کی طرف دوڑ لگا دی۔

"بے غیرت۔۔۔ اللہ ایسا بے شرم نواسہ بھی کسی کو نہ دے۔۔۔"

علی ان کا نواسہ تھا۔ وہ بہت چھوٹا تھا جب اس کے ماں باپ دونوں ہی اللہ کو پیارے ہو گئے تھے۔ تب سے انھوں نے اس کی ذمہ داری اٹھائی تھی۔ وہ بہت شریر لڑکا تھا اور حقیقی معنوں میں انھیں بہت تنگ کرتا تھا۔ علی کا ایک ہی دوست تھا "رومان"۔ ان کی آپس میں بہت گہری دوستی تھی اور ان کا ایک دوسرے کے گھر میں آنا جانا بھی بہت تھا۔ ابھی

ایک ماہ پہلے وہ کراچی اپنے بیٹے کے پاس گئی تھیں اور علی ہی انہیں لینے گیا تھا۔ ان کی بہت خواہش تھی کہ وہ علی کی شادی کر دیں، مگر علی وہ ان کے ہاتھ آتا ہی نہیں تھا۔

"اما، آج کہی باہر چلیں؟" ناشتہ کرتے ہوئے نیلم نے کہا۔

"کہاں؟" انہوں نے اس کی طرف دیکھا۔

"کہی بھی۔۔۔ کیوں لینا؟" اس نے سامنے کرسی پر بیٹھی لینا سے بھی مشورہ لینا چاہا۔

"ہاں اما۔۔ نیلو سہی کہہ رہی ہے، کہی چلتے ہیں۔" اس نے بھی ناشتہ کرنے کے دوران کہا۔

"لینا۔۔۔ میں نے تمہیں کتنی دفعہ کہا ہے کہ مجھے اس فضول سے نام سے مت بلایا کرو۔ بڑی بہن ہوں تمہاری کوئی تو بات مان لیا کرو۔" وہ غصے سے بولی۔

"اما سمجھائیں نا اسے اتنا پیارا نام ہے۔ بڑی بہن ہے اس لیے پیار سے بلاتی ہوں میں اسے "نیلو"۔" وہ اسے تنگ کرنے کے لیے پھر بولی۔

"تم مجھ سے ایسا پیار نہ ہی کیا کرو تو اچھا ہے۔"

"اچھا نا کیوں ناراض ہوتی ہو۔۔۔ بتاؤ کہاں چلے آج؟ آسکریم کھانے چلیں۔" اس نے اسے پچکارا۔

"ابھی تو تمہارا گلا ٹھیک ہوا ہے۔"

"تو اب کون سی ٹھنڈ ہے جو آسکریم کھانے سے پھر خراب ہو جائے گا۔"

"چلیں بتائیں ناما۔۔۔ نیلم نے ماں کو مخاطب کیا۔

"اگر جانا ہے تو تم دونوں ہی چلی جانا شام کو، میں نہیں جاؤں گی۔"

"کیوں؟" دونوں نے ایک ساتھ پوچھا۔

"آج کام کافی ہے تو میں نہیں جاسکوں گی۔ تم لوگ چلی جانا۔" انھوں نے بتاتے کہا۔

"چلیں ٹھیک ہے۔" نیلم نے کچھ دیر بعد اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

"اچھا نیلویہ ذرا جوس دینا۔" لینا نے تھوڑی دیر بعد جان بوجھ کر نیلم سے کہا جب کہ اس کے گلاس میں جوس پہلے سے موجود تھا۔

"ماما۔۔" وہ چیخ اٹھی اور لینا ہنسنے لگی۔ ہنسنے سے اس کی بائیں گال پر ہلکا سا گڑھا بنا۔
زینت بیگم نے مسکرا کر اپنی بیٹیوں کی طرف دیکھا۔

ہفتے کو چھٹی ہونے کی وجہ سے ان دونوں نے پہلے کی طرح خوب وقت ایک ساتھ گزارا اور ڈھیر ساری شاپنگ بھی کی۔
واپسی پر وہ دونوں رومان کے گھر ہی آگئے تھے۔ آتے ساتھ ہی وہ لاؤنج میں آئے اور صوفوں پر ڈھے گئے۔
"ہائے۔۔" میں تو بڑا تھک گیا۔ "علی نے گہری سانس لے کر کہا۔

"قسم سے چل چل کر ٹانگیں دُکھنے لگی ہیں۔" رومان بھی بولا۔ "اب میری بات سن لو یہ تمہاری آخری شرط تھی، اس کے بعد میں تمہاری کوئی شرط پوری نہیں کروں گا۔" اس نے سر اٹھا کر اس سے کہا۔
"اچھا اچھا مریوں رہے ہو۔۔۔" وہ ابھی کہہ ہی رہا تھا جب اسے لاؤنج کے باہر امن نظر آئی۔ وہ بھی اسے دیکھ کر ٹھٹک کر رہ گئی تھی۔

ریڈ لمبی فراک کے ساتھ سکن کلر کا چوڑی دار پجامہ پہنے، گلے میں سرخ دوپٹہ ڈالے وہ ویسی ہی لگ رہی تھی جیسے ہمیشہ لگتی تھی۔ اسے دیکھ کر علی کے چہرے پر مسکراہٹ بکھری۔ اچانک سے ساری تھکن کہی اڑن چھو ہو گئی تھی۔
"ہیلو امن کیسی ہو؟" اس نے اسے مخاطب کیا۔

"ٹھیک۔۔۔ تم واپس آگئے؟" وہ اس کی غیر متوقع موجودگی سے حیران ہوئی۔
"نہیں راستے میں ہوں۔" وہ ہنس کر بولا تو امن نے اپنی آنکھیں گھما کے بھنویں اچکائیں اور لاؤنج میں داخل ہوئی۔
"تمہیں پتا ہے علی جب تم یہاں نہیں تھے نا تو گھر میں۔۔۔ عجیب سی۔۔ رونق تھی۔" وہ جو بڑے دھیان سے اسے سن رہا تھا قہقہہ لگا کر ہنس دیا۔

"تم جو بھی کہو، میں جانتا ہوں اس گھر میں میرے بغیر رونق ہو ہی نہیں سکتی۔" وہ بڑے یقین سے بولا۔

"ہوں۔۔۔ سہی کہا تم نے۔۔۔" اس نے بازو باندھ لیں۔ "تمہارے ہونے سے یہاں رونق ہوتی ہے۔ بلکہ یہاں ہی نہیں، جہاں بھی تم ہو وہاں رونق ہی ہوتی ہے۔ کیوں کہ جہاں "جو کر" ہو، وہاں رونق تو ہوتی ہی ہے۔" امن نے بہت آسانی سے اسے جو کر کا لقب دے دیا تھا۔

"ایکسیوزمی، تم مجھے جو کر کہہ رہی ہو۔۔۔ میں تمہیں جو کر لگتا ہوں۔" وہ ایک دم سیدھا ہوا۔ جب کہ رومان صوفے کی پشت پر سر گرائے ان کا تماشہ دیکھ رہا تھا۔ امن کی جو کروالی بات پر وہ مسکرایا تھا۔

"میں نے کب کہا، ابھی تم ہی تو کہہ رہے ہو۔"

"تم۔۔۔"

"ارے علی تم۔۔۔" ابھی اس کی بات منہ ہی میں تھی جب نصرت بیگم اندر داخل ہوئیں اور اسے دیکھ کر خوشگوار حیرت سے بولیں۔

"اسلام علیکم آئی۔" وہ فوراً اٹھ کھڑا ہوا۔

"وعلیکم اسلام۔۔۔! کب آئے کراچی سے؟" انہوں نے مسکرا کر اس کی گال تھپکی۔ وہ انہیں رومان ہی کی طرح عزیز تھا۔

BEING THE STRING OF YOUR

"کل ہی آیا تھا۔ آج رومان کے ساتھ شاپنگ کا پلین بنا دھر سے ہی آرہے ہیں۔"

"اچھا۔۔۔ آنٹی کیسی ہیں؟" انہوں نے سامنے صوفے پر بیٹھتے ہوئے اس کی نانوں کے بارے میں پوچھا۔

"نانوں ٹھیک ہیں الحمد للہ۔" وہ بھی رومان کے ساتھ بیٹھ گیا۔

"اچھا۔۔۔ امن جاؤ کچھ کھانے کو لے کر آؤ، اتنے دنوں بعد آیا ہے علی۔" وہ پاس کھڑی امن کی طرف متوجہ ہوئیں۔

"ماما وہ کون سا پہلی بار آیا ہے، اور کتنے دن ہوئے ہیں صرف ایک ماہ ہی تو ہوا ہے مشکل سے۔ اب یہ آپ کو ادھر ہی نظر آئے گا۔" وہ ناک چڑھا کر بولی۔

"اوں ہوں۔۔۔" انہوں نے اسے گھورا۔

"اچھا جا رہی ہوں۔" وہ منہ بنا کر باہر کی طرف بڑھی۔

"کافی بھی لانا۔۔۔" رومان نے پیچھے سے جان بوجھ کر کہا۔ اور وہ منہ میں کچھ بڑا کر چلی گئی۔

اس کے جانے کے بعد علی اور رومان دونوں ہی ہنس دیے۔ امن کو تنگ کرنا ان کے پسندیدہ مشغلوں میں سے تھا۔ انہیں ہنستا دیکھ کر نصرت بیگم بھی مسکرا دیں۔

نیلیم رات کو سٹڈی ٹیبل پر بیٹھی اپنے ٹیسٹ کی تیاری کر رہی تھی جب کہ لینا اپنے بیڈ پر سو رہی تھی (مگر لائٹ آن ہونے کی وجہ سے وہ مسلسل ڈسٹرب ہو رہی تھی)۔
کچھ دیر کروٹیں بدلنے کے بعد وہ ایک دم اٹھ بیٹھی۔ اس کی آنکھیں آدھی کھولی اور آدھی بند تھیں۔
"نیلو۔۔۔" اس نے اسے بلایا۔

"تمیز کرو۔" نیلیم نے گردن موڑ کر اسے گھورا۔

"کر لوں گی بعد میں۔۔۔ ابھی یہ لائٹس آف کرو مجھے سونا ہے۔"

"اور مجھے ٹیسٹ کی تیاری کرنی ہے۔" وہ دوبارہ اپنے رجسٹر پر کچھ لکھنے لگی۔

"ماما کے کمرے میں چلی جاؤ یا ر۔۔۔" وہ منت بھرے لہجے میں بولی۔

نیلیم نے گہرا سانس لیا اور اٹھ کھڑی ہوئی۔ آخر اسے اس پے ترس آہی گیا تھا۔ وہ اپنی کتابیں سمیٹنے لگی۔

جب لینا کو یقین ہو گیا کہ وہ جانے لگی ہے تو وہ سکون کا سانس لے کر پھر لیٹ گئی۔

نیلیم ابھی جانے ہی لگی تھی کہ اچانک اس کی بھوری آنکھیں شرارت سے چمکیں۔ چہرے پر شریر سی مسکراہٹ آئی جس سے اس کی دونوں گالوں پر ڈمپل پڑے۔ لینا کے برعکس اس کی دونوں گالوں پر ڈمپل پڑتے تھے جو اس پر بہت سوٹ بھی کرتے تھے۔ اس نے مڑ کر لینا کو دیکھا۔

پھر وہ مسکرا کر دروازے کی طرف بڑھی اور باہر نکل کر اس سے اتنی زور سے دروازہ بند کیا کہ نیند کی وادیوں میں جاتی جاتی لینا ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھی۔

اس نے ادھر ادھر دیکھا تو نیلیم کمرے میں نہیں تھی اور کمرے کی لائٹس بھی آن تھیں۔ اسے ایک دم نیلیم پر بے حد غصہ آیا۔

"نیلو کی بچی یہ لائنس کس نے آف کرنی تھیں۔۔۔ بھورے بالوں والی چڑیل ناہو تو۔۔۔ صبح پوچھوں گی تم سے۔۔۔" وہ چلا کر بولی جب کہ نیلم اپنی ماں کے کمرے کی طرف بھاگ چکی تھی۔
اب لینا کو خود ہی لائنس آف کرنی تھیں جو اسے کے۔ ٹو کی پہاڑی سر کرنے سے بھی زیادہ مشکل لگ رہی تھیں۔

جب وہ زینت کے کمرے میں گئی تب وہ جائے نماز بچھائے بیٹھی تھیں۔
"ماما میں نے ٹیسٹ کی تیاری کرنی تھی آپ ڈسٹرب تو نہیں ہو گی نا۔" اس نے ان سے کہا۔
"ارے نہیں بیٹا، میں نماز پڑھنے لگی ہوں پھر قرآن بھی پڑھوں گی تم آرام سے اپنی تیاری کر لو۔" وہ مسکرا کر بولیں۔
"اوکے۔۔۔" پھر نیلم اپنے ٹیسٹ کی تیاری کرنے لگیں اور زینت بیگم نے نماز شروع کر دی۔
تقریباً گھنٹے بعد وہ واپس کمرے میں آئی اور جب اس نے دروازہ کھولنے کے لیے ہینڈل گھومایا تو اسے معلوم ہوا کہ لینا نے دروازہ اندر سے لاک کر دیا ہے۔ اسے ہنسی آگئی اور پھر وہ مسکراتے ہوئے واپس اپنی ماں کے کمرے میں آگئی اور وہی ان کے پاس ہی سو گئی تھی۔

اگلے دن وہ اپنی ایک کلاس لے کر کچھ دیر کے لیے یونیورسٹی کے بڑے سرسبز گراؤنڈ میں آگئی تھی۔ ایک طرف لگے لکڑی کے ایک بیچ پر وہ بیٹھی ادھر ادھر دیکھ رہی تھی۔ گرمی بھی کافی تھی مگر ساتھ میں تھوڑی تھوڑی دیر بعد کوئی ایک ہوا کا جھونکا چلتا تو بڑا اچھا محسوس ہوتا۔

وہ پرپل رنگ کی گھٹنوں تک آتی شرٹ اور ساتھ ہلکے گلابی رنگ کی پینٹ ڈالے ہوئے تھی۔ کندھوں سے نیچے آتے سنہرے بال درمیان میں مانگ نکال کر ہیرسٹائل کے ساتھ پونی میں قید تھے۔
اسے وہاں بیٹھے تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ اسے ڈھونڈتے ہوئے نیلم اس کی طرف آئی۔
"لینا۔۔۔" اس نے قریب آتے اسے پکارا۔

اس نے چونک کر نیلم کی طرف دیکھا۔ "یار۔۔۔ میرے سر میں بہت پین ہو رہی ہے۔ عجیب سی طبیعت خراب ہو رہی ہے۔۔۔" اس نے اپنے ہاتھ میں پکڑی موٹی سی کتاب سینے سے لگا کر کہا۔

"کیوں کیا ہوا؟" لینا نے اس کے چہرے کی طرف دیکھ کر پوچھا۔ بنھویں سیٹھے، بھوری آنکھوں میں بے زاری سی لیے وہ اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

"پتا نہیں سر میں درد ہے بہت۔۔۔" اس نے اپنی پیشانی چھوئی اور کہا اس کا سرواقعی درد سے پھٹ رہا تھا۔ "صبح کافی بھی نہیں پی تھی۔"

"ہج۔۔۔ بھلا تمہارے سر درد اور کافی کا کیا تعلق؟" اس نے ناک سے مکھی اڑانے والے انداز میں کہا۔
"ہوتی ہے ناکثر اگر نہ پیوں۔۔۔ روز پینے کی عادت جو ہے۔"

"اچھا۔۔۔ چلو کینٹین پر چلتے ہیں۔ تمہیں میں کافی پلاتی ہوں نہیں تو کوئی جو س وغیرہ پی لو۔"
"میں جو پیتی ہوں وہ یہاں سے نہیں ملتی۔۔۔ اور مجھے بس گھر جانا ہے۔"

"اچھا۔۔۔ چلی جاؤ۔۔۔ کی (چابی) میرے پاس ہی ہے نا۔" اس نے اپنے بیگ سے کار کی چابی نکالی۔ "یہ لو چلی جاؤ۔۔۔ پھر ایسا کرنا عباس کو بھیج دینا میں اس کے ساتھ ہی آ جاؤں گی۔" اس نے چابی نیلم کی طرف بڑھائی۔
"میں تم سے کہہ رہی ہوں کہ میری طبیعت خراب ہے اور تم کہہ رہی ہو کہ میں گاڑی لے کر خود چلی جاؤں۔۔۔" وہ غصے سے بولی۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"تو اور کیا کروں۔۔۔؟"

"تم بھی میرے ساتھ چلو، مجھ سے ڈرائیو نہیں ہوگی۔"

"مگر میری تو کچھ دیر میں اگلی کلاس ہے، دس منٹ رہتے ہیں بس۔" اس نے کلائی پہ بندھی اپنی وایچ پہ نظر ڈال کر کہا۔
"یار آکر لے لینا۔۔۔"

"تب تک تو لیکچر شروع بھی ہو جانا ہے۔ اور میم نے پھر اندر بھی نہیں آنے دینا۔"

"لینا۔۔۔" اس نے اسے بے چارگی سے دیکھا۔

"چلی جاؤ نا کچھ نہیں ہوتا۔۔۔ ہمارا گھر کون سا دور ہے۔" اس نے نیلم کے ہاتھ میں چابی پکڑائی اور خود بھی اٹھ کھڑی ہوئی۔

نیلم نے منہ پھلا کر اسے دیکھا۔

"او کے میں کلاس میں جا رہی ہوں، بائے۔۔ عباس کو بھیج دینا۔" اس نے جلدی سے اپنا بیگ اٹھا کر کہا اور پھر یونیورسٹی کے اندرونی طرف چل دی۔

نیلیم نے بھی گہری سانس بھری اور یونیورسٹی کے مین گیٹ کی طرف بڑھی۔

چھٹی کے بعد وہ یونیورسٹی کے بڑے گیٹ کے پاس کھڑی عباس کا انتظار کر رہی تھی جو ابھی تک نہیں آیا تھا۔ گرمی میں اس سے وہاں کھڑا ہونا محال ہو رہا تھا۔ اپنے ہونٹ سیٹھڑے وہ منہ سے لمبے لمبے سانس خارج کرتے ادھر ادھر دیکھ رہی تھی کہ کب عباس آئے۔

"بتمیز کال بھی نہیں اٹھا رہا۔۔ موبائل کس لیے رکھا ہے۔۔؟" اس نے بڑبڑاتے ہوئے موبائل کی اسکرین کی طرف دیکھا۔ اسے اب نیلیم اور عباس دونوں پر ہی غصہ آ رہا تھا۔

تبھی اسے رومان اپنے دوست کے ساتھ نظر آیا۔ وہ دونوں کسی بات پر ہنستے ہوئے جا رہے تھے۔

"رومی۔۔" اس نے اچانک ہی اسے آواز دی تو رومان نے چونک کر گردن موڑی اور اسے سامنے دیکھ کر مسکرایا۔ یہ لڑکی جب بھی اسے اس کے نام سے بلاتی تھی اسے اپنا نام نئے سرے سے اچھا لگتا تھا۔ اسے سب "رومی رومی" ہی کہتے تھے اور اس کی عادت تھی کہ جب بھی وہ کسی کو اپنا نام بتاتا تو ساتھ عرفیت بھی ضرور بتاتا تھا۔

"ایک منٹ آتا ہوں۔۔" وہ علی سے کہہ کر اس کی طرف آیا۔ چہرے پر وہی مخصوص مسکراہٹ تھی جو اس کے کلین شیو چہرے پر ہمیشہ پائی جاتی۔

"کیا ہوا؟" اس نے اس کے پاس آکر پوچھا۔

"یار نیلیم کی طبیعت خراب تھی وہ گاڑی لے کر گھر چلی گئی۔ میں نے اسے کہا بھی تھا کہ گاڑی بھیج دے مگر ابھی تک نہیں آئی۔ اور کال بھی اٹینڈ نہیں کر رہی۔" اس نے اسے بتایا۔

"اوہ۔۔"

"تم مجھے ڈراپ کر دو گے؟" اس نے کچھ سوچ کر پوچھا۔

"میں۔۔؟ میں تو۔۔ اچھا ٹھیک ہے کر دوں گا۔ نوا ایشو۔۔"

"او کے پھر چلو۔۔۔ زیادہ دور نہیں ہے بس قریب ہی ہے۔"

"اچھا ٹھیک ہے میں ذرا علی کو بتا کر آتا ہوں۔" اس نے کہا تو لینا نے اس کے عقب میں کھڑے علی کو دیکھا جو اپنی گرے آنکھیں سکیڑے انہیں ہی دیکھ رہا تھا۔

وہ اپنے ہمیشہ والے حلیے میں تھا۔ پینٹ شرٹ کے اوپر جیکٹ اور ساتھ جو گر ز پہنے۔ پیشانی پر اس نے آج سیاہ رنگ کا بینڈ باندھا تھا۔

"وہ تمھاری ماں لگتا ہے کیا کہ اسے بتانا ضروری ہے؟" وہ ناک چڑھا کر بولی۔

"آتا ہوں بس ایک منٹ۔۔۔" وہ کہہ کر جلدی سے مڑا اور علی کے پاس آیا۔

"کیا ہوا؟ کیا کہہ رہی تھی؟" اس کے آتے ہی اس نے فوراً پوچھا۔

"کہہ رہی تھی کہ میں اسے گھر ڈراپ کر دوں۔"

"کیوں؟ وہ خود نہیں جاسکتی کیا؟"

"یار وہ اس کی بہن نیلم ناگاڑی لے کر چلی گئی ہے گھر۔ اب وہ کس کے ساتھ جائے گی؟ چھوڑ آتا ہوں میں ہی۔۔۔"

اس نے بتایا کیوں کہ جب تک وہ نہ بتاتا علی نے اس کی جان تو چھوڑنی نہیں تھی۔

"ہوں۔۔۔ تو اس نے تم سے لفٹ مانگی ہے؟" علی نے اپنی آنکھیں چھوٹی کر کے اسے دیکھا۔

"ہاں۔۔۔"

"اور تم نے ہاں بھی کر دی؟"

"ہاں یار۔۔۔ اب جاؤں میں۔۔۔؟"

"اگر تمہیں یاد ہو تو ہمارا لہجہ کا پروگرام بناتھا کچھ دیر پہلے۔" اس نے اسے یاد کروانا چاہا۔

"پھر کبھی کر لیں گے۔۔۔ کل کر لیں گے۔۔۔ ابھی تو جانے دو۔"

"ٹھیک ہے۔۔۔ مگر "شرط" شرط ہے۔" کچھ سوچ کر اس نے کہا۔

"وہ کیا۔۔۔؟" اس نے سوالیہ نظروں سے علی کو دیکھا۔

"وہ یہ کہ تم مجھے بھی اپنے ساتھ لے کر جاؤ گے۔ اسے ڈراپ کر کے پھر لپچ کرنے چلیں گے۔" اس نے اپنی شرط سامنے رکھی۔

"کس خوشی میں۔۔۔؟ آرام سے کھڑے رہو میں نہیں لے کر جا رہا تمہیں۔" اس نے صاف انکار کیا۔
"کمینے انسان۔۔۔ تم اس کل کی آئی لڑکی کے لیے مجھے انکار کرو گے۔۔۔؟ علی فاروق کو۔۔۔؟" علی نے دانت پیس کر کہا۔

"سوری مگر اس وقت میری گاڑی میں تمہاری گنجائش نہیں۔۔۔" اس نے کندھے اچکائے۔ تبھی اسے اپنے پیچھے لینا کی آواز سنائی دی۔

"رومی اب آ بھی جاؤ۔۔۔"

"ہاں آیا۔۔۔ اوکے پھر ملتے ہیں۔۔۔" اس نے علی کے سینے پہ ہلکا سا بچ مار کر کہا۔ یہ ان دونوں کا انداز تھا روز ملنے اور پھر واپس جاتے ہوئے وہ ایسے ہی کرتے تھے۔ ہمیشہ سے ایسے ہی کرتے آرہے تھے۔
"دیکھ لوں گا تجھے سالے۔۔۔" اس نے جاتے جاتے اسے وارنگ دی۔

رومان لینا کی طرف آیا گیا تھا۔
"چلیں۔۔۔؟"

"ہوں۔۔۔ چلو۔" لینا نے سر ہلایا اور رومان پھر اسے لیے اپنی گاڑی کی طرف آگیا۔ اب گھر سے عباس تو نہیں آیا تھا تو اسے کسی کے ساتھ تو جانا تھا اس لیے اس نے رومان کے ساتھ جانے کا فیصلہ کیا۔

وہ اب اس کے ساتھ ہی واپس جا رہی تھی۔ گاڑی میں اے۔ سی چل رہا تھا اور وہ شیشے سے باہر دیکھ رہی تھی۔ رومان کو وہ اڈریس پہلے ہی بتا چکی تھی۔

رومان نے گردن موڑ کر اسے دیکھا۔ آج پہلی بار وہ اس کی گاڑی میں اس کے برابر والی سیٹ پہ بیٹھی تھی۔ اس کے اندر ایک خوشی کا احساس دوڑا۔

"آج تم میتھس کے لیکچر میں سو رہی تھی نا۔۔۔؟" اس نے لینا سے کہا۔

"ہاں۔۔۔ تمہیں کیسے پتا؟" اس نے چونک کر رومان کو دیکھا۔ وہ تو آج اس کے ساتھ بھی نہیں بیٹھی تھی۔ رومان مسکرایا۔ "میں تمہیں دیکھ رہا تھا۔" اس نے اسے میتھ کے لیکچر میں دیکھا تھا جب وہ اپنی ہتھیلی پہ تھوڑی رکھے آنکھیں موندے سو رہی تھی۔ ساتھ میں وہ ہلکا ہلکا جھول بھی رہی تھی۔ اگر ٹیچر نے اسے دیکھ لیا تو یقیناً اسے ڈانٹے گی۔ یہ سوچتے ہوئے اس نے اپنے سامنے بیٹھی لڑکی کو بلا کر لینا کو اٹھانے کا کہا تو اس لڑکی نے لینا نہ ہلایا تو وہ چونک کر اٹھی تھی۔

"اچھا۔۔۔ بہت بورنگ سائیکچر تھا نا۔۔۔" اس نے منہ بسورا اور پھر اس کی نظر رومان کے گلے میں لٹکے پینڈت پر پڑی تو وہ چونکی۔

"ارے۔۔۔ اس طرح کا تو وہ تمہارے دوست کے پاس بھی ہے نا۔۔۔؟" اس نے بلیڈ کی پینڈٹ کو دو انگلیوں سے پکڑ کر دیکھتے کہا۔ وہ بالکل ویسا تھا جیسا علی کی گردن میں تھا۔

"ہاں۔۔۔" وہ ہلکا سا مسکرایا۔ "ہم دونوں نے ایک دوسرے کو گفٹ کیا تھا۔"

"بالکل ایک جیسے ہی۔۔۔" وہ واپس پیچھے ہٹی۔

"ہاں۔۔۔ ہم اکثر ایک ساتھ ہی شاپنگ کرتے ہیں۔ ایک دفعہ مجھے یہ پسند آیا تو میں نے اس کے لیے خرید لیا اور پھر اس نے میرے لیے لیا۔"

"ہوں۔۔۔ کافی دوستی ہے نا تمہاری اس سے۔۔۔؟" وہ ان چند دنوں میں دیکھ سکتی تھی کہ اس کی علی کے ساتھ کافی گہری دوستی تھی۔ شاید وہ اس کا ایک ہی دوست تھا۔

"ہاں۔۔۔ وہی میرا بیسٹ فرینڈ ہے۔ باقی جو کا من دوست ہیں وہ ہم دونوں کے ایک ہی ہیں۔ ورنہ تم نے دیکھا ہو گا میرا زیادہ تر وقت علی کے ساتھ ہی گزرتا ہے۔"

"تو کوئی اور دوست کیوں نہیں بنائے۔۔۔؟" اس نے پوچھا۔

"کیوں کہ۔۔۔ ہم دونوں جب ساتھ ہوتے ہیں تو کسی دوسرے کی ضرورت ہی نہیں پڑتی۔ وہ میرے لیے آل ان ون ہے اور میں اس کے لیے۔"

"ہوں۔۔۔" لینا نے کچھ حیرانی سے اسے دیکھا۔ بھلا کوئی انسان کسی کے لیے آل ان ون کیسے ہو سکتا تھا۔؟ مگر وہ نہیں جانتی تھی کہ وہ واقعی ایک دوسرے کے لیے آل ان ون تھے۔
کچھ دیر میں ہی گاڑی اس کے گھر کے کالے گیٹ کے آگے رکی۔
"اوکے بائے۔۔۔ صبح ملے گے۔" لینا یہ کہہ کر اتری اور دروازہ بند کر کے اس نے مسکرا کر رومان کو ہاتھ ہلایا۔ بدلے میں رومان نے بھی اسٹیرنگ پہ رکھا اپنا ہاتھ ہلایا۔
پھر جب وہ مڑ کر دروازے کے پاس گئی تو رومان نے بھی اپنی گاڑی آگے بڑھادی۔

گھر آتے ہی وہ سیدھا پانی کی طلب میں کچن کی طرف آئی جہاں عباس سینک کے آگے کھڑا برتن دھو رہا تھا۔ ان لوگوں نے اسے گھر کے اور کچھ باہر کے چھوٹے موٹے کاموں کے لیے رکھا ہوا تھا۔ کبھی رات ادھر ہی ان کے کواٹر میں رہتا اور کبھی گھر چلا جاتا۔ بہت شریف اور سادہ گھرانے کا لڑکا تھا وہ۔ اسے دیکھتے ہی اس نے جھٹ سے اسے سلام کیا۔
"السلام علیکم آپی۔۔۔"

وعلیکم اسلام۔۔۔" اس نے جواب دیا۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"پانی پلاؤں آپ کو۔۔۔؟"

"نہیں تم کام کرو میں خود لے لوں گی۔" وہ فریج کی طرف آئی اور پانی کی بوتل نکالی۔

"ماما کہاں ہیں۔۔۔؟" اس نے پوچھا۔

"وہ بی بی جی تو اپنے پالر میں ہیں۔"

"اچھا۔۔۔" اس نے پانی گلاس میں ڈال کر پیا۔

"اور۔۔۔ نیلم۔۔۔ وہ کہاں ہے؟" پانی پی کر اس نے پھر پوچھا۔

"وہ تو آپ کے ساتھ ہی نہیں آئیں۔۔۔؟" بوتل کا ڈھکن بند کرتے اس نے چونک کر عباس کو دیکھا۔

"نیلم گھر نہیں آئی۔۔۔؟"

"انہوں نے تو آپ کے ساتھ ہی آنا تھا۔" اس نے اس بار مڑ کر لینا کو دیکھا۔

"واٹ۔۔۔ وہ تو میرے ساتھ نہیں آئی۔۔۔" وہ جھٹکے سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"جی۔۔۔؟" وہ حیران ہوا۔

"اس کی تو طبیعت خراب تھی، مجھ سے گاڑی لے کر تو وہ کب کی آگئی تھی۔ میں تو کسی سے لیفٹ لے کر آئی

ہوں۔ اتنی دیر ہو گئی وہ ابھی تک پہنچی کیوں نہیں۔۔۔؟" وہ اب حقیقی معنوں میں پریشان ہو گئی تھی۔

("سر میں بہت درد ہو رہی ہے۔۔۔ تم بھی میرے ساتھ چلو، مجھ سے ڈرائیو نہیں ہو گی۔") اسے نیلم کی بات یاد آئی۔

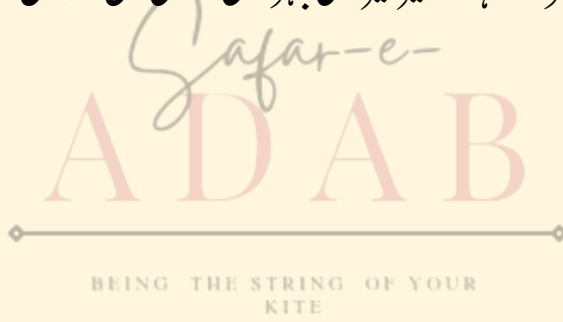
"او گاڈ۔۔۔" اس نے بے اختیار پیشانی چھوئی پھر عباس کی طرف دیکھا جو پریشانی سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ "اچھا تم ماما کو

مت بتانا، میں ابھی آتی ہوں۔" وہ اسے ہدایت دے کر باہر کی طرف بڑھی۔

"مگر آپ کہا جا رہی ہیں۔۔۔؟"

"آ رہی ہوں۔۔۔" اس نے بغیر مڑے کہا اور تیز تیز چلتی باہر آگئی۔ ابھی اس کے دل و دماغ میں بس یہی چل رہا تھا کہ

("نیلم کہاں ہو گی۔۔۔؟")



جاری ہے

سفر ادب کی جانب سے ناولوں کی پی ڈی ایف کاپی کو ہر غلطی سے ماورا بنانے کی پوری کوشش کی گئی ہے۔ کسی بھی طرح کی غلطی پائی جانے پر اسے محض اتفاق سمجھا جائے۔ ہماری ٹیم کے تیار شدہ پی ڈی ایف کے تمام جملہ حقوق سفر ادب کے نام محفوظ کر لیے گئے ہیں۔ کسی ادارے یا شخص کی جانب سے ہمارے کام کو اپنے آفیشل استعمال میں لانے کی کوشش کو غیر قانونی سمجھ کر سفر ادب کی جانب سے کارروائی کی جاسکتی ہے۔

- ٹیم سفر ادب